THE ALFAZL QADIAN

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

دین کی نصرت کے لئے اک آسمانی شور ہے — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا — اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح
غیر احمدیوں کا جلسہ
دعوت علماء

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر
کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر:۔ غلام نبی * اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان *

نمبر ۷۶ | مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۲۲ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۳۰ رجب المرجب ۱۳۴۰ھ | جلد ۹

مدینۃ المسیح

غیر احمدیوں کے جلسہ پر خدا تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ حق کا بہت اچھا موقع میسر آیا۔ ہمارے علماء نے دن رات جلسے کر کے جہاں غیر احمدی علماء کے بیہودہ اعتراضات کے جواب دئے۔ وہاں صداقت مسیح موعود اور وفات مسیح پر بھی نہایت مدلل اور پُر زور تقریریں کیں۔ جن کے سننے کے لئے کافی تعداد میں غیر احمدی آتے رہے۔ تحریری اشتہاروں کے علاوہ ہماری طرف سے زبانی بھی بڑے زور کے ساتھ چیلنج دئے گئے۔ کہ مولوی ثناء اللہ اور دوسرے مولویوں کو یا تو ہمارے جلسہ میں لے آؤ کہ تبادلہ خیالات کر لیں۔ یا ہمیں ان کے پاس لے چلو اور انہیں گفتگو کیلئے آمادہ کرو۔ مگر حسب دستور آخر تک خواہ مخواہ کا معاملہ رہا۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

غیر احمدیوں کا جلسہ

جیسا کہ الفضل میں اطلاع دی گئی تھی۔ غیر احمدیوں کا جلسہ ۲۵ مارچ دوپہر سے ۲۷ مارچ دوپہر تک رہا۔ اس دفعہ ان کے علماء مولوی کم آئے کیونکہ پچھلے سال کی ہزیمت اور ناکامی نہیں بھولی تھی اور جو آئے وہ بھی ایسے مجہول الحال اور سلسلہ سے ناواقف کہ بعض اوقات اپنے منہ سے آپ اپنی تردید کرتے تھے۔ یا ایسی غلط باتیں کہتے کہ پھر حوالہ نہ دے سکتے تھے بس ایک ثناء اللہ ہی ثناء اللہ تھا۔ جو کبھی اپنے آپ کو سررشتہ دار کہتا اور کبھی انہی الفاظ سے اپنی فوقیت ان سٹیج پر بیٹھنے والے مولویصاحبان پر جتاتا۔ چنانچہ ایک دفعہ تو اس نے یہ بھی کہدیا کہ میری پوزیشن ان علماء سے بہت بڑھکر ہے۔ میرے لئے دو سو روپیہ انعام مقرر ہوتا ہے اور ان کے لئے پانچ پانچ روپے۔

ثناء اللہ کی اس قسم کی تعلیاں اسکے ہمچشموں میں بھی آگ سی ڈال رہی تھیں۔ اور لوگ بھی دیکھ رہے تھے۔ کہ یہ سردار اہلحدیث کس قماش کا آدمی ہے۔ جو بار بار کہتا ہے میں تو کھانے والا ہوا۔ مرزا صاحب کے اشتہاروں اور احمدی تحریروں کو محفوظ رکھتا ہوں۔ کیونکہ انہی کے ذریعہ سے کماتا ہوں۔ مجھے روپے کی طمع دی گئی۔ اور طمع کرنیوالے کا ایک دفعہ منہ کھول دیا جائے تو پھر بند نہیں ہوتا۔ غرض اس قسم کے فقرات اس کی زبان پر آتے کہ سننے والوں کو شرم آ رہی تھی۔ کھانے پینے کی چیزوں میں کمی کا شکوہ بھی سٹیج پر ہی کر دیا۔ اور ... کہ رام پور جو شوربا ملتا تھا۔ اس پر اسقدر روغن ہوتا تھا کہ ... بڑھ جاتا تھا۔ اگر وہ یہاں لایا جاتا۔ تو یہ شوربا ایسا ... نہ رہتا۔ جو ہمیں ملا۔ اور آخری روز کہا کہ جو ایئو اتم ماش لائے۔ اور آپ ہی کھلے گئے۔ ہمیں تو ابھی سفر خرچ بھی

نہیں دیا گیا۔ غرض اس قسم کی باتوں سے ان لوگوں کی رذالت
اور آنے کی اصل غرض ظاہر تھی۔

جلسہ کے پہلے روز ایک تقریر حبیب اللہ کلرک کی تھی۔ اور
اس نے یہ جتانا چاہا کہ عیسیٰ بن مریم کی عمر کے بارے میں احمدی کتب
میں اختلاف ہے۔ دوسری تقریر بدر العالم نام ایک مولوی کی
ہوئی۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ جب حیات مسیح کا عقیدہ شرک ہے
تو حضرت مرزا صاحب خود کیوں ایک مدت تک اس کے
قائل رہے۔ اسپر دربھنگی مولوی نے حاشیہ چڑھایا کہ اگر اتنی
مدت مسلمانوں سے ملے نہ رہتے۔ تو یہ منارہ کیونکر بنتا۔ اور
اس قدر عمارتیں [illegible] وغیرہ کیسے بن جاتیں۔ بدبخت کو اتنا
معلوم نہیں۔ کہ منارہ و سکول و عمارتیں تو حضرت مسیح موعود کی
وفات کے بعد بنی ہیں۔ یہ شخص نہایت اشتعال انگیز تقریر کرنیوالا ہے
اور بہت استہزا کا عادی۔ اس کے رویہ سے ظاہر تھا کہ یہ فساد
کرانا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے غیر احمدیوں کو مخاطب کر کے ایک
بات سنائی۔ کہ ایک شخص نے کسی پٹھان مسلمان سے خدا کی ہستی
کی دلیل پوچھی۔ تو اس نے لٹھ اٹھائی۔ کہ آ۔ تجھے بتاؤں خدا کیا
ہے۔ سو بھائیو! مسلمان تو ایسے ہوتے ہیں۔ اس سے جو اس کا منشاء
تھا۔ وہ ظاہر ہے۔ اس کے بعد مولوی ثناء اللہ نے تقریر کی۔
اور کہا کہ میں تمہارا سررشتہ دار ہوں۔ گذشتہ سال کی رپورٹ
سن لو۔ وہ یہ کہ دو سو روپیہ انعام قسم کھانے پر رکھا گیا تھا پھر یہ
رقم ہزار تک بڑھا دی گئی۔ مگر میں رقم نہیں لیتا۔ (انگوٹھے)
اگر سچے ہو۔ تو وہ قسم کیوں نہیں کھاتے۔ پھر کچھ مباحثہ مالیر کوٹلہ
کا ذکر کیا۔ مگر یہ نہ بتایا۔ کہ اب تک وہ مباحثہ چھپوایا کیوں نہیں
جاتا۔ تا کہ حقیقت حال ظاہر ہو۔ پھر خروج دجال کی
نسبت کچھ کہا۔ لیکن ہماری طرف سے ایک اشتہار مولوی ثناء اللہ کے
انعامی چیلنج سے پھر گئے۔ تمام نمایاں مقامات پر لگا ہوا تھا
اور اس سے حقیقت الحال عیاں تھی۔ کہ حوالہ دکھانے کے لئے
ہمارا وفد امرتسر تک پہنچا۔ پھر ہم نے انعام مقرر کیا۔
مگر اس کے لینے کے شرائط پورے کرنے کی ہمت نہیں ہوئی
اس کے بعد اس اشتہار کی نسبت کچھ کہا۔ جو "حق کے طالبوں
کو بشارت" کے عنوان سے ناظر تالیف و اشاعت کی طرف سے
شائع ہوا تھا۔ اور پھر اشتہار دعوۃ الاسلام نمبر اول کے
متعلق جو حضرت خلیفۃ المسیح نے لکھا تھا۔ حضور کی دعوت الی الحق
کو (جس کی سنجیدگی اور متانت کا خود ثناء اللہ کو اقرار تھا)
چند استہزائیہ کلمات سے ٹالنا چاہا۔ فقد لبثت فیکم
عمرًا کے متعلق جن قادیان کے واقف الحال عمر رسیدہ
لوگوں کے نام درج تھے۔ ان سے حضرت مسیح موعود کی راستبازی
کی شہادت طلب کرنے کی شہادت طلب کرنے کی جرأت ہوئی
البتہ مباحثہ و مباہلہ کے متعلق کچھ کہا۔ مباہلہ کے لئے ایک [illegible]
میر محمد نام کو پیش کر دیا جس کے علم اور جس کی حیثیت کو اس شہر
کے لوگ خوب جانتے ہیں۔ اس شخص نے اپنی دو بیویوں اور ۹ بچوں
پر جبرًا [illegible] کیا۔ اور انا الوکیل شرعیًا من القادیان کے متعلق
ثناء اللہ نے ہنسی اڑائی کہ اس میں اسی بھابڑی والے کا
ذکر ہے۔ انا الکفر مالا و ولدًا کہنے والے کو یاد رہے۔ کہ
خدا تعالیٰ بڑا غیور ہے۔

ہماری طرف سے اس روز کے سب اعتراضوں کا جواب "علمائے غیر احمدیان
کا اللہ اور رسول اور اس کے خلفاء پر حملے" کے عنوان سے رات
کو لکھا گیا۔ اور صبح ۴ صفحے الفضل کی تقطیع پر چھپ بھی گیا۔ اور
تقسیم کر دیا۔ اسکے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے دعوت علماء
نمبر ۲ شایع ہوئی جسمیں ثناء اللہ کا جواب تھا۔

۲۶ مارچ۔ دوسرے روز ایک دیوبندی مولوی ادریس نام کھڑا
ہوا۔ یہ بڑا خود غلط اور غلط فہم انسان نہیں جانتا تھا کہ سلسلہ احمدیہ
کی طرف سے وفات مسیح کے کیا دلائل دئے جاتے ہیں پہلے تو اسپر
بحث شروع کر دی کہ مسیح کے اوپر آسمان پر چڑھنے میں کوئی عقلی
استبعاد نہیں۔ ثبوت یہ دیا کہ شیطان ایک آن میں مشرق سے
مغرب تک چلا جاتا ہے۔ پہلے تو نبیوں کو منہاج نبوۃ پر پرکھا جاتا
تھا اب شیطان کو مثال میں پیش کیا جاتا ہے۔ پھر رفعہ اللہ الیہ
پر بحث کی۔ اور تفسیر کبیر کا ایک حوالہ پڑھا۔ لیکن اس حوالہ میں تھا
کہ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ کیلئے آتا ہے۔ لا یضرونک
من شیء۔ اسکی نسبت پوچھا گیا۔ کہ یہ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ
کی نسبت کہاں ہے۔ تو آپ سے کچھ جواب نہ بن پڑا۔

اس کے بعد مولوی ثناء اللہ نے تقریر کی۔ پہلے تو دعوت علماء نمبر ۲
کو ٹالنے کے لئے کچھ سیلے حوالے دیئے۔ اور چند آدمیوں کو مباہلہ
کے لئے اٹھایا۔ مگر نہ تو خود اپنے آپ کو مباہلہ کیلئے پیش کیا
نہ ان علماء میں سے کوئی اٹھا۔ جو باہر سے آئے تھے۔ ایک صاحب
نے دو چار بار آواز بھی دی کہ خود شیر پنجاب کیوں مباہلہ کے
لئے پیش نہیں ہوتے۔ بہت غیرت دلائی گئی۔ مگر ہمت نہ پڑی
دوسرے مولوی ملاں تو اس معاملہ میں ایسے خاموش تھے کہ
گویا سٹیج پر ہی ان کی روح قبض کر لی گئی۔ ایک آواز آئی کہ [illegible]
لوگ خود کیوں پیش نہیں ہوتے۔ یہ کس کام کے ہیں۔ اسپر ثناء اللہ نے
کہا کہ یہ مُردوں کی روٹیاں کھانے کے لئے ہیں۔ اور ان میں سے
کوئی بھی نہ اٹھا کہ میں بھی مباہلہ کروں گا۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ ایمان
بھی کیا چیز ہے۔ مغرب کی نماز کے وقت جب مسجد مبارک میں
بتایا گیا کہ مباہلہ کے لئے جو جو نام لکھانا چاہے وہ بتا دے تو ایک
دوسرے سے سبقت کا وہ جوش تھا۔ کہ نام لکھنے میں دقت پیش آئی
اور آن کی آن میں سو نام ہو گئے۔ پھر ثناء اللہ نے شیخ اکبر کے
کشف مندرجہ تریاق القلوب کے متعلق جرح شروع کی۔ مگر بالکل
جہالت سے لبریز۔ کہا کہ وہاں چینی مرد لکھا ہے۔ اور مرزا صاحب تو
قادیان کے رہنے والے تھے۔ اور یہ بھول گیا کہ میں ثناء اللہ
کشمیری ہوں۔ مگر پیدائش تو امرتسر کی ہے۔ پھر شیخ اکبر کی عبارت
کی شرحیں دیکھ لیں۔ جو متقدمین نے لکھی ہیں کہ شیخ کی مراد اس
سے فقط اتنی ہے کہ وہ عجمی ہو گا نہ عربی۔ پھر ایک لڑکی
کے ساتھ توأم پیدا ہونے پر کچھ اس قسم کا استہزا شروع کیا
اور ہاتھوں سے شکل بنا بنا کر دکھائی۔ (حالانکہ اصل مسئلہ سے
اس شکل بنائی کا کچھ تعلق نہ تھا) کہ مردوں کو شرم آ رہی تھی۔
چہ جائیکہ کہ خود ان غیر احمدیوں کی عورتیں بھی بیٹھی تھیں۔ اور
ثناء اللہ کو خوب معلوم تھا۔ ثناء اللہ نے یہ بھی اعتراض کیا
کہ مرزا صاحب نے کہا کوئی ہندو نہ رہے گا۔ حالانکہ قادیان
بھی ابھی ہندوؤں سے خالی نہیں ہوا۔ "سردار اہلحدیث"
یہ بھول گیا کہ نبی کریم کا منشاء بعثت بھی لیخرج الناس
من الظلمات الی النور تھا۔ مگر آج چودہ سو سال تک
نور میں آنے والوں سے کئی گنا زیادہ مخلوق ظلمات میں
بدستور پڑی ہے۔

پھر پیر بخش لاہوری تائید الاسلام شائع کرنیوالے نے اپنی
ایک تقریر پڑھنی شروع کی۔ اس شخص کی بے علمی اور علم دین
سے ناواقفیت کا یہ حال تھا کہ اپنے نام سے چھاپے
ہوئے رسالہ کو بھی صحیح نہیں پڑھ سکتا تھا۔ رک رک کر
اور سطر سطر میں غلطیاں کرتا۔ جب انت من ماءنا
وھم من فشل کو مُن [illegible] فشل پڑھا
اور اپنے صدر کے روکنے پر مَن فَشَلٍ کہا تو اہل علم بے اختیار
ہنس پڑے۔ ربّ فرّق بین صادق کو فوق بَیْن کہا۔

(بقیہ دیکھو صفحہ ۱۱)

قادیان۔ مورخہ ۳۰ مارچ ۲۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

دعوتِ علماء

اے علمائے کرام! جو جلسہ غیر احمدیان کے موقعہ پر قادیان تشریف لائے ہیں۔ میں آپ لوگوں سے چند باتیں خلوصِ نیّت اور محبّت بھرے دل کے ساتھ کہنی چاہتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں۔ کہ آپ بھی اسی محبّت اور اخلاص کے ساتھ انپر غور کرینگے۔ جس محبّت اور اخلاص سے کہ میں ان کو پیش کرنے لگا ہوں ؛

آپ لوگ جانتے ہیں۔ کہ ہمارا اختلاف ایک مذہبی اختلاف ہے۔ کوئی دنیاوی جھگڑا یا حق رسی کا سوال ہمارے اور آپ کے درمیان پیدا نہیں ہوا۔ یہی لوگ جو اس جلسہ کے بانی ہوئے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے اپنی خوشیوں اور اپنے غموں میں ہمارے آباء کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اور وہ بھی جس طرح باپ اپنے بیٹے سے محبّت کا سلوک کرتا ہے۔ عسر اور یسر میں ان کے شریک ہوتے۔ اور خود تکلیف اُٹھا کر ان کو آرام پہنچاتے تھے۔ حالات سے ناواقف نوجوان جو چاہیں کہیں اور کریں۔ مگر قادیان اور اسکے اِرد گِرد کے بوڑھے اس امر کی شہادت دینگے۔ کہ ہمارے آباء نے اپنے عروج کے وقت بھی جب ان کو قادیان اور اس کے اِرد گرد کے علاقہ پر حکومت حاصل تھی۔ ان سے محبّت کا تعلق ہی رکھا تھا۔ اور جب وہ اپنی حکومت کھو بیٹھے اور صرف زمینداروں اور جاگیرداروں کی حیثیت ان کی رہ گئی۔ تب بھی وہ ان سے حُسن سلوک ہی کرتے رہے۔ اور یہ لوگ بھی ان سے اعزاز و اکرام ہی کے ساتھ پیش آتے رہے۔ یہ اختلاف جو اَب نظر آرہا ہے اسی وقت سے شروع ہوا ہے۔ جب حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ماموریّت کا دعویٰ کیا۔ اور دنیا کی اصلاح کا کام شروع کیا۔ پس جب ان لوگوں سے جو قادیان اور اس کے نواحی کے رہنے والے ہیں۔ ہمارا کوئی دنیاوی اختلاف نہیں۔ تو آپ لوگ جو دُور دُور کے شہروں سے آئے ہیں۔ آپکے اور ہمارے درمیان کوئی دنیاوی اختلاف کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور جبکہ ہمارا اختلاف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ تو چاہیئے۔ کہ اس اختلاف کو ہم اسی رنگ میں مٹانے کی بھی کوشش کریں۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ کے منشاء کے مطابق ہو۔ اور جس سے ان کی خوشنودی ہمیں حاصل ہو۔ یہ نہایت ہی افسوس کا مقام ہوگا۔ اگر ہم خدا تعالیٰ کے لئے آپسمیں اختلاف کریں۔ اور پھر اپنے اعمال اور اپنے اقوال سے اس کو ناراض کر دیں۔ اس صورت میں ہماری مثال شاعر کے اس مقولہ کے مطابق ہو جائے گی کہ

"نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے"

دنیا تو ہم نے اختلاف سے کھو دی۔ اور دین اختلاف کے مٹانے کیلئے

جوطریق ہم نے اختیار کیا۔ اس سے برباد کر دیا ؁

جب سے آدم علیہ السلام کی نسل دنیا میں پھیلی ہے اختلاف خیالات چلا آتا ہے۔ اور جب تک اس زمین پر انسان بسے گا۔ اختلاف ہوتا رہے گا۔ پس یہ چاہنا۔ کہ اختلافِ خیالات دنیا سے مٹ جائے ایک عبث خیال ہے۔ جو نہ آجتک کسی سے پورا ہو سکا۔ اور نہ آئندہ ہو سکے گا۔ اختلاف طبائع ہی انسان کی ترقی کا باعث ہے۔ اگر طبائع کا اختلاف نہ ہوتا۔ تو آج اسقدر پیشے اور مشاغل دنیا میں کیونکر نظر آتے اور اس قدر علمی ترقی کس طرح ہوتی۔ اسی امر کو مدِّ نظر رکھکر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اختلاف امتی رحمۃ میری اُمّت کا اختلاف بھی رحمت ہوگا۔ یعنی وہ اختلاف جو اختلاف طبائع کی حد کے اندر محدود رہیگا۔ غرض اختلاف کا ہونا تو ضروری ہے لیکن ناپسندبات یہ ہے۔ کہ اختلاف بڑھتے بڑھتے حق و باطل کا اختلاف ہو جائے۔ یا یہ کہ اختلاف کے وقت انسان اپنے آپ سے اس قدر باہر ہو جائے۔ کہ تقویٰ اور دیانت کو بالکل چھوڑ بیٹھے۔ اور اپنی بات کی پیچ اسے اس قدر ہو جائے۔ کہ وہ اس کے ثابت کرنے اور منوانے کے لئے جھوٹ اور دھوکے سے بھی پرہیز نہ کرے۔ اور خدا کے خوف کو بالائے طاق رکھ کر اپنی غلطی کو سمجھ کر بھی اس پر مصر رہے یا جیت ہار کا خیال اس قدر اس کے دامنگیر ہو جائے۔ کہ وہ دوسرے کی بات پر غور ہی نہ کرے۔ یا اگر غور کرے۔ تو اس خیال سے نہیں۔ کہ اگر وہ سچی ہو۔ تو اسے تسلیم کر لوں۔ بلکہ اس خیال سے کہ اس میں سے کوئی نقص نکالوں۔ اور اس کا کوئی عیب پکڑوں۔ اور پھر اس وہمی عیب یا نقص کو لوگوں کے سامنے پیش کر کے ان کو حق کے قبول کرنے سے باز رکھوں۔ جب اختلاف یہ رنگ اختیار کرلے۔ تو یہ اختلاف باوجود مذہبی اختلاف ہونے کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے غضب کا موجب ہوتا ہے۔ اور اسکی غیرت کو بھڑکاتا ہے۔ کیونکہ اس کا مرتکب اپنی عزت کو اللہ تعالیٰ کی عزت پر اور اپنی کامیابی کو اللہ تعالیٰ کے دین کی کامیابی پر مقدم کر لیتا ہے۔ اسے یہ فکر نہیں رہتی۔ کہ خدا کا جلال دنیا میں ظاہر ہو۔ بلکہ یہ فکر لگ جاتی ہے۔ کہ میری عزّت ہو۔ اور لوگ سمجھیں۔ کہ یہ بڑا عقلمند اور دانا انسان ہے۔ یہ مقام نہایت ہی خطرناک ہے۔ لیکن لوگوں کی تعریف اور اپنے نفس کی بڑائی کا خیال بہت سے لوگوں کو اس مقام پر لا کر کھڑا کر دیتا ہے۔ اور اس دنیا کی عزّت کی خواہش آخرت کی وسیع زندگی کی ترقیات کو آنکھوں سے اوجھل کر دیتی ہے۔ اس لئے خدا پر یقین رکھنے والے بندوں کا فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ ہر ایک اختلاف کے موقعہ پر اپنی نیتوں اور ارادوں کو ٹٹولتے رہیں۔ اور اپنے طریق عمل کو جانچتے رہیں۔ تا ایسا نہ ہو کہ اختلاف مٹاتے مٹاتے اپنے آپ کو مٹا دیں۔ اور بدی کا قلع قمع کرتے کرتے صداقت اور راستی کے گلے پر چھری پھیر دیں۔ خصوصًا وہ لوگ جن کی باتوں کی طرف لوگ کان رکھتے ہیں۔ اور جن کے فیصلہ کا لوگ احترام کرتے ہیں۔ ان کو تو بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کی غلطی کا اثر ان کی ذات تک ہی محدود نہیں رہتا۔ بلکہ بہت سے دوسرے لوگ بھی ان کے پیچھے چل کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ قابل شرم کیا بات ہوگی۔ کہ ایک شخص دوسرے پر اعتبار کر کے اپنا دین اور ایمان بھی اس کے سپرد کر دے اور وہ فخر و مباہات کی بازی میں اس کو بھی ہار دے۔ پس میں آپ لوگوں کو نہایت محبت اور اخلاص سے مشورہ دیتا ہوں کہ جبکہ ہمارا اختلاف محض اللہ کے لئے ہے۔ تو آپ کو اس کے دُور کرنے کے لئے وہی طریق اختیار کرنا چاہیئے جو اللہ تعا

× × × × × × × × × × × ×
× × × × × × × × × × × ×
× × × × × × × × × × × ×
× × × × × × × × × × × ×
× × × × × × × × × × × ×
× × × × × × × × × × × ×
× × × × × × × × × × × ×
× × × × × × × × × × × ×
× × × × × × × × × × × ×
× × × × × × × × × × × ×
× × × × × × × × × × × ×
× × × × × × × × × × × ×
× × × × × × × × × × × ×

کی رضا کا موجب ہو۔ اور اُسکی خوشنودی کا باعث ہو۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ لوگ تمام کے تمام محض فتنہ کی نیت سے قادیان میں آئے ہیں۔ یا آپ کا ظاہر اور باطن ایک نہیں ہے۔ میں مانتا ہوں کہ آپ میں سے بہت سے تہ دل سے یقین رکھتے ہونگے۔ کہ حضرت مرزا غلام احمدؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ غلط تھا یا یہ کہ انہوں نے خدا پر افترا کیا تھا۔ لیکن کسی بات کے باطل ہونے کا یقین اگر وہ سچی ہو تو اللہ تعالےٰ کے مواخذہ سے انسان کو بچا نہیں دیتا۔ یہ بھی ضروری ہوتا ہے۔ کہ اس کے سچے یا جھوٹے ہونے کو انسان ان دلائل کے ذریعے سے پرکھے جن دلائل کے ذریعے سے کہ اسی قسم کی صداقتیں پرکھی جاتی ہیں۔ اگر کوئی شخص ایک بات کی سچائی کو اس ذریعہ سے نہیں معلوم کرتا جو اللہ تعالےٰ نے اس قسم کی سچائی کے معلوم کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ تو وہ لاکھ یقین رکھتا ہو۔ کہ وہ بات جھوٹی ہے۔ خدا تعالےٰ کے حضور سُرخرو نہیں ہو سکتا۔ اور اسکا یہ کہنا کافی نہیں کہ میں اس بات کو جھوٹا سمجھتا تھا۔ اس لئے میں نے اسے نہیں مانا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب مخالف آپؐ کا مقابلہ شرارت سے ہی نہیں کرتے تھے۔ بہت تھے جو واقع میں آپؐ کو جھوٹا سمجھتے تھے۔ لیکن کیا وہ اس یقین کی وجہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ جھوٹے ہیں خدا تعالےٰ کے مواخذہ سے بچ جائینگے۔ اِس وقت بھی لاکھوں کروڑوں ہندو اور عیسائی (مسیحی) سچے دِل سے یقین کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ من ذالک سچے نہ تھے تو کیا اُن کا یہ یقین ان کو سزا سے بچا لیگا؟ ہر گز نہیں! کیونکہ اُن سے یہ سوال کیا جائے گا۔ کہ نبیوںؑ کے پہچاننے کے لئے جو طریق مقرر ہیں۔ کیا انھوں نے ان طریقوں کو استعمال کیا تھا۔ کہ ان کو معلوم ہوُا کہ آپؐ جھوٹے تھے؟ ابو جہل کی نسبت تاریخ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھوٹے ہونے پر کس قدر یقین تھا۔ کہ اُسنے جنگ بدر جیسے نازک موقعہ پر جب کہ دونو فریق مقابلہ کے لئے تیار کھڑے تھے۔ مباہلہ تک سے گریز نہ کیا۔ اور دعا کی کہ جو جھوٹا ہو اُس پر آسمان سے پتھر برسیں۔ یا کوئی اَور سخت عذاب نازل ہو۔ چنانچہ قرآن کریم میں بھی سورۂ انفال میں ابو جہل کی اِس دعا کا ان الفاظ میں ذکر ہے:-

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

مگر باوجود اس یقین کے جو اسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جھوٹا ہونے پر تھا۔ (نعوذ باللہ) وہ اللہ تعالیٰ کے حضور بری الذمہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس سے کہا جائے گا۔ کہ خالی یقین کافی نہیں۔ تُو یہ بتا۔ کہ کیا تو نے اس رسول کو ان ذریعوں سے پہچاننے کی کوشش کی تھی۔ جن سے کہ سچے نبی پہچانے جاتے ہیں۔ اور اس سوال کا جواب اس کے پاس کچھ نہ ہوگا۔

غرض صرف کسی شخص کے جھوٹے ہونیکا یقین اس بات کے لئے کافی نہیں ہوتا۔ کہ اس کی مخالفت کیجائے۔ اور یہ یقین اللہ تعالےٰ کی گرفت سے آدمی کو بچا نہیں سکتا۔ خدا تعالےٰ یہ بھی دیکھتا ہے۔ کہ اس قسم کے یقین کی وجہ کیا تھی؟ کوئی شخص دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے اور دوپہر کو سحری کھا لے۔ تو اس کا روزہ نہیں ہو جائیگا۔ اس کا یہ بھی فرض تھا کہ دروازہ کھولکر دیکھتا کہ سحری کا وقت گیا یا نہ۔ اسیطرح جو لوگ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آنے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ اُن کے متعلق لوگوں کا اسی قدر فرض نہیں کہ وہ دیکھیں کہ انکا دل ان کے متعلق کیا کہتا ہے؟ یا یہ کہ ان کے بعض خیالات سے اس کی صداقت کا کیا ثبوت ملتا ہے؟ بلکہ ان کا فرض ہے۔ کہ منہاج نبوت سے اس کے دعوے کو پرکھیں۔ اور اگر دعویٰ سچا پائیں تو اسکو قبول کرلیں۔ ورنہ ردّ کر دیں۔

پس

آپ لوگ جو قادیان تشریف لائے ہیں۔ میں آپ کو مخلصانہ مشورہ دیتا ہوں۔ کہ آپ منہاج نبوت پر حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب کے دعوے کو پرکھیں۔ اور انکار کرنے سے پہلے اس بات کو اچھی طرح سوچ لیں۔ کہ یہ بات معمولی نہیں ہے۔ اگر مرزا صاحبؑ سچے تھے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے آپ پر بڑی ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے۔ اور وہ لوگ جو آپ لوگوں کے کہنے سے حق کے قبول کرنے سے محروم رہ جائیں۔ ان کے گناہ کا وبال بھی آپ کی گردنوں پر پڑتا ہے۔

اسلام کی حالت اِسوقت سخت نازک ہے۔ اور مسلمان گرتے گرتے انتہائی ذلت کو پہنچ گئے ہیں۔ اگر آج بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی ترقی کا کوئی سامان نہ ہوتا تو پھر اسلام اور دوسرے مذہبوں میں فرق کیا رہ جاتا؟ اس زمانہ سے پہلے بہت چھوٹے چھوٹے فتنوں کے وقت اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجدّد آتے رہے ہیں۔ اور قریباً تمام مسلمان اس امر کے قائل ہیں۔ کہ ان مجدّدوں اور ولیوں کے ذریعے دین اسلام کی حفاظت ہوتی رہی ہے۔ حضرت سید عبد القادر صاحبؒ جیلانی۔ حضرت معین الدین صاحبؒ چشتی۔ حضرت سید احمدؒ صاحب سرہندی رضی اللہ عنہم۔ اور اور ہزاروں بزرگ

ان فتنوں کے فرو کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے بھیجے گئے ہیں۔ مگر تعجب ہے۔ کہ اس وقت کے فتنہ کے فرو کرنے کے لئے جس کے مقابلہ میں زمانہ ماضی کے فتنے بالکل بے حقیقت ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی بھی شخص نہیں بھیجا گیا۔ اور اگر کوئی شخص بھیجا گیا تو نعوذ باللہ من ذالک وہ ایک دجال اور مفتری انسان تھا۔ اور پھر غضب یہ ہؤا۔ کہ اس نازک موقعہ پر اللہ تعالےٰ نے زمین اور آسمان پر ایسے نشان بھی ظاہر کر دئے۔ جو مسیح موعود اور مہدی مسعود کے زمانہ کے لئے مقرر تھے۔ اگر یہ بات فی الواقع سچ ہو۔ تو پھر ماننا پڑے گا۔ کہ اللہ تعالےٰ کا اپنا منشاء ہے کہ مسلمان گمراہ ہوں اور دین اسلام تباہ ہو۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی شان سے یہ بات بعید ہے کہ وہ ایسا کرے۔ پس حق یہی ہے۔ کہ حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب اللہ تعالےٰ کی طرف سے مامور ہیں۔ اور اُن کو اللہ تعالےٰ نے دین اسلام کے قیام اور اس کی مضبوطی کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔

آپ لوگ غور تو کریں۔ کہ کیا جھوٹے آدمیوں سے اللہ تعالےٰ کا یہی سلوک ہؤا کرتا ہے جو آپ سے ہؤا؟ اور کیا جھوٹے لوگ اسلام کی اسی طرح خدمت کیا کرتے ہیں جو آپ نے کی؟ اس وقت اللہ تعالیٰ آپ کی جماعت کے ذریعے سے جو بظاہر نہایت غریب اور کمزور ہے۔ وہ کام لے رہا ہے جو دوسرے تعلیم یافتہ مسلمانوں سے نہیں ہو سکتا۔ ان کے ذریعے سے دشمنانِ اسلام سے اسلام کی خوبیوں کا اعتراف کرایا جا رہا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والوں کی زبانوں سے آپ پر درود بھجوایا جا رہا ہے۔ اس کے مقابلہ میں ان لوگوں کے کارنامے کیا ہیں جو تعداد میں مال میں رعب میں طاقت میں اس جماعت سے ہزاروں گنے بڑھ کر ہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ اس خدا کے برگزیدہ کو اور اسکی جماعت کو گالیاں دے چھوڑیں اور وہ کیا کام کر رہے ہیں۔ اسلام میں کسی کو داخل کرنا تو ان کے لئے مشکل ہے۔ وہ لوگ جو اسلام کے لئے اپنے اموال اور اپنی جانوں کو قربان کر رہے ہیں۔ انکی پیٹھ میں خنجر بھونکنا اور خدمتِ اسلام سے باز رکھنے کی کوشش کرنا انکا شغل بن رہا ہے۔ پس ان حالات پر غور کریں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق اس خدا کے برگزیدہ کو قبول کریں۔ تا اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کو عزت نصیب ہو اور اسکے فضل کے آپ لوگ وارث ہوں۔ بیشک اگر آپ لوگ حق کو قبول کرینگے۔ تو ہماری مشکلات اور تکالیف میں بھی آپ کو شریک ہونا ہوگا۔ اور سب دنیا کی دشمنی آپ کو برداشت کرنی ہوگی۔ اور وہی لوگ جو آج آپ کی باتوں پر مرحبا اور جزاک اللہ کے نعرے لگاتے ہیں آپ کو گالیاں دیں گے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی راہ میں گالیاں سُننے سے زیادہ اور کونسا شیریں کلام ہو سکتا ہے؟ خدا تعالےٰ کی خاطر ذلت برداشت کرنا ہی اصل عزت ہے۔ اور یہ بات حق کے قبول کرنے میں آپ کے لئے ہرگز روک نہیں ہونی چاہیئے۔

لیکن اگر باوجود ان تمام دلائل اور براہین کے جو اللہ تعالےٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کی صداقت کے اظہار کے لئے نازل کئے ہیں۔ ابھی آپ کو ان کی صداقت میں تردّد ہے۔ تو پھر میں آپ کو نصیحت کروں گا۔ کہ بجائے ایک خطرناک راستہ پر قدم مارنے کے اور بلا تحقیق اور بلا کافی وجوہ کے ایک مدعی ماموریت پر حملہ آور ہونے کے آپ اپنی قادیان کی آمد کو غنیمت سمجھ کر اس تحقیق میں لگ جاویں۔ جو قادیان سے باہر آپ نہیں کر سکتے تھے۔

مثلاً یہ کہ کیا ان لوگوں کے جو مولوی اور عالم کہلاتے اور کہلاتے ہیں، بیانات درست ہیں جنھیں وہ آپ کے خاندان کے متعلق شایع کر کے لوگوں کو آپ پر بدظن کرتے تھے۔ کیا فی الواقع آپ کا خاندان قادیان اور اسکے ارد گرد کے علاقہ میں ایسی عزت کا مستحق نہیں رہا جو آپ نے اپنی کتابوں میں تحریر فرمائی ہے؟ اور پھر یہ سوچیں۔ کہ جس شخص کے خلاف لوگوں کو بھڑکانے کے لئے بعض علماء کو اس قدر عرق ریزی کرنی پڑی۔ کہ جھوٹ سے بھی پرہیز نہ کیا کیا وہ اپنی شان میں اس قدر بالا نہ تھا۔ کہ حق کے ذریعے سے اُس پر حملہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ پھر یہ بھی لوگوں سے دریافت کریں۔ کہ کیا آپ کی ذاتی وجاہت ایسی ہی گری ہوئی تھی جیسی کہ آپ کے مخالف علماء بیان کیا کرتے ہیں؟ اور اس سے نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ آپ نے دنیاوی فوائد کا کوئی راستہ کُھلا نہ دیکھ کر مذہبی پیشوائی کی تجویز نکالی؟ اور اگر واقعات اور شہادت سے اس الزام کو سراسر جھوٹ پائیں تو واپس جاکر ان علماء کو خاص طور پر ملیں۔ جو اس قسم کی باتیں آپ کی نسبت لکھا کرتے ہیں۔ اور بیان کیا کرتے ہیں۔ اور اُن سے کہیں۔ کہ آپ لوگ اس قدر جھوٹ بول کر اور افترا سے کام لے کر اسلام کو بدنام نہ کریں۔ اور کچھ تو عالم کہلا کر اپنے نام کی لاج رکھیں۔ اور سچ سے بھی کام لیا کریں۔

اسی طرح آپ اس معیار قرآنی کی تحقیق کریں - جو اللہ تعالےٰ نے اس آیت قرآنی میں بیان فرمایا ہے - قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰہُ مَا تَلَوْتُہٗ عَلَیْکُمْ وَلَآ اَدْرٰىکُمْ بِہٖ ۫ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس ع۲) یعنی ان سے کہدے کہ اگر اللہ تعالےٰ چاہتا تو میں ہرگز اس تعلیم کو تمہارے سامنے پیش نہ کرتا - اور نہ اللہ ہی اس تعلیم کو تمہارے لئے ظاہر کرتا - تم خود ہی غور کرکے دیکھ لو کہ اس سے پہلے ایک عمر میں نے تم لوگوں میں گزاری ہے - کیا اس سے یہی ثابت ہوتا ہے - کہ میں اللہ تعالےٰ پر جھوٹ باندھ سکتا ہوں - اگر میری گذشتہ زندگی صاف طور پر بتا رہی ہے - کہ میں جھوٹ سے بکلی پرہیز کرنیوالا اور سچ کو کسی حالت میں چھوڑنے والا نہیں ہوں - تو پھر سوچو کہ تم کیا کہہ رہے ہو - اور میری تکذیب میں کہانتک حق بجانب ہو - اس معیار صداقت کی آپ لوگ باہر اس طرح تحقیق نہیں کر سکتے - جس طرح کہ قادیان میں - پس تعصب اور ضد کو اپنے دل سے دور کرکے اس معیار کی آپ لوگ اچھی طرح تحقیق کریں - اور دیکھیں کہ کیا فی الواقع آپ دعوے سے پہلے ہر مذہب وملت کے لوگوں کی نظروں میں اعلیٰ درجہ کے راستباز اور سچے تھے یا نہیں - قادیان اور اس کے گرد ونواح میں ہندو بھی بستے ہیں اور سکھ بھی اور آریہ بھی اور غیر احمدی بھی اور سب مذہبوں کے پیرو دل میں ایسے لوگ زندہ موجود ہیں جو آپ کی جوانی سے بلکہ بعض تو بچپن سے بھی آپ کے حالات سے واقف ہیں - ان سے آپ کی زندگی کے حالات دریافت کیجئے - قادیان کے آریہ صاحبان میں سے لالہ بڈھے مل صاحب ہیں جو شروع سے آپ کی مخالفت پر آمادہ رہے ہیں - ان سے دریافت کیجئے لالہ ملاوامل صاحب ہیں جو اکثر آپ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے - ان سے پوچھئے - سناتن دھرمیوں میں سے پنڈت ہرکشن صاحب ہیں - ان سے دریافت کیجئے سکھ صاحبان میں سے بھائی بوڑ سنگھ و بھائی گنیشا سنگھ - بھائی بھگوان سنگھ صاحبان غیر احمدیوں میں سے میاں امام الدین صاحب برادر میاں شادی صاحب قوم کشمیری و میاں علی بخش صاحب نائی - نواب راجپوت - چراغ شاہ قریشی - بگو ارائیں حسینا راجپوت پاس کے گاؤں والوں سے مثلاً کاہنواں کے بھائی جھنڈا سنگھ صاحب سے اور بٹالہ کے رشتہ داروں سے دریافت کیجئے - مگر حلفی بیان لیجئے - اور پھر سوچئے کہ کیا اس قسم کے راستباز انسان کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے - کہ وہ جھوٹا تھا - رات کو تو وہ راستی اور صداقت کا مجسمہ بنکر لیٹا اور صبح جھوٹ اور افترا کا پتلا بنکر اٹھا کیا سچ کے لئے تکلیف اٹھانے والوں اور نقصان برداشت کرکے بھی حق نہ چھوڑنے والوں کو

اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہی بدلا ملا کرتا ہے - کہ ان کو دجال اور مفسد دین بنا دیا جایا کرتا ہے - اور ان کے ایمان کو سلب کر دیا جاتا ہے - اور اگر ایسا ممکن ہے - تو پھر قرآن کریم کی آیت مذکورہ کا کیا مطلب ہے - اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر راستبازوں کی راستبازی کا کیا ثبوت ہے - اسی طرح آپ لوگ قادیان کے باشندوں اور اردگرد کے لوگوں سے یہ بھی دریافت کریں کہ دعوے کے بعد بھی دنیاوی معاملات میں وہ لوگ مرزا صاحب کو کیسا سمجھتے تھے - سچا یا جھوٹا دنیاوی معاملات کی شرط میں اس لئے لگاتا ہوں کہ جب مخالفت ہو جاتی ہے - تو جس امر میں مخالفت ہوتی ہے - اسمیں عام طور پر کمزور طبیعت لوگوں کو اپنے جوشوں کو حد کے اندر رکھنے کی طاقت حاصل نہیں ہوتی - اور اختلاف کی وجہ سے دوسروں کی اچھی بات بھی ان کو بری معلوم ہوتی ہے - اور جب اس تحقیق کے بعد بھی اسی نتیجہ پر پہنچیں کہ حضرت مرزا صاحب کی زندگی بے لوث اور صادقوں کی زندگی تھی - تو سمجھ لیں کہ ان پر جسقدر الزامات بعض مولوی صاحبان لگاتے ہیں - وہ صرف ضد اور تعصب کا نتیجہ ہیں انکی حقیقت کچھ نہیں - کیونکہ یہ بات عقل میں نہیں آسکتی - کہ ایک شخص کی زندگی شروع سے لیکر آخر تک صدق وراستی کا نمونہ ہو - لیکن آخری عمر میں وہ اس بات کا عادی ہو جائے کہ دین کے معاملہ میں اور اللہ تعالیٰ کے متعلق وہ جھوٹ بولنے لگ جائے - اگر یہ ممکن ہو تو قرآن کریم کی سچائی مشتبہ ہو جاتی ہے - اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر حرف آتا ہے - نعوذ باللہ من ذالک -

اسیطرح آپ لوگ اپنے ورود قادیان سے فائدہ اٹھا کر یہ تحقیق بھی کریں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے جو اپنے دعویٰ کے ثبوت میں آیت فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ کو پیش کیا ہے - یعنی اللہ تعالےٰ کثرت سے غیب کی خبریں سوائے اپنے رسولوں کے دوسروں کو نہیں بتایا کرتا - اور پھر اپنی بہت سی پیشگوئیوں کا ذکر کرکے قادیان کے ہندوؤں سکھوں اور ان مسلمانوں میں سے جو آپ کے مخالف ہیں بعض کو بطور گواہ پیش کیا ہے - آیا وہ لوگ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کی تصدیق کرتے ہیں یا اس سے انکار کرتے ہیں - اسوقت بھی ان گواہوں میں سے کئی آدمی زندہ موجود ہیں - جو نہ صرف یہ کہ احمدی نہیں بلکہ احمدیت کے سخت دشمن ہیں ان سے آپ لوگ حلفیہ طور پر حضرت مسیح موعودؑ کے بیان کے متعلق شہادت لے سکتے ہیں - اور اگر وہ لوگ شہادت دینے سے انکار کریں یا آپ کے بیان کی تصدیق کریں تو پھر آپ لوگ غور کریں - کہ یہ کس طرح ممکن ہے - کہ اللہ تعالےٰ جھوٹوں پر بھی کثرت سے غیب کی خبریں ظاہر کرے - اور قرآن کریم کی آیت فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ کو اپنے فعل سے جھوٹا کر دے - میں ان لوگوں میں سے

جنکو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے شہادت کے طور پر پیش کیا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ لالہ ملاوامل صاحب کو پیش کرتا ہوں وہ آریہ ہیں۔ اور ان کا خاندان قادیان میں آریہ مت کے قیام کیلئے خاص طور پر جوش رکھتا ہے۔ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی کتب کے وہ حوالجات سنا کر جن میں انہوں نے لالہ صاحب کی شہادت کو پیش کیا ہے۔ آپؑ کی مقرر کردہ حلف کے مطابق پوچھا جائے۔ کہ کیا فی الواقع وہ ان باتوں کی تصدیق کرتے ہیں یا نہیں۔ اور جب آپ دیکھیں کہ لوگ شہادت سے جی چراتے ہیں۔ یا یہ کہ دبی زبان سے ان امور کی تصدیق کرتے ہیں۔ تو پھر سمجھ لیں کہ وہ مولوی جنہوں نے یہ وطیرہ اختیار کیا ہوا ہے۔ کہ تقوےٰ اور دیانت کو ایک طرف رکھکر بعض متشابہات کی بنا پر جن کا وجود ہر نبی کی پیشگوئیوں میں پایا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ کہاں تک حق بجانب ہیں اور ان کے اس خطرناک رویّہ سے بیزاری کا اظہار کر کے۔ خدا تعالےٰ کی آواز پر لبیک کہیں اور خود ہدایت پائیں اور دوسروں کے لئے ہدایت کا موجب بنیں۔

اسیطرح آپ قادیان کے لوگوں سے قادیان کی وہ حالت جو آج سے تیس سال پہلے تھی دریافت کریں۔ اور پھر ایک طرف حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ جو اللہ تعالےٰ نے وعدہ کئے تھے ان کو دیکھیں اور قرآن کریم کی آیات وقد خاب من افتریٰ (جس نے جھوٹ باندھا وہ ناکام و نامراد رہ گیا) اور ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او کذّب بآیاتہ انہ لایفلح الظالمون (اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے اللہ تعالیٰ پر افترا کیا یا اس کے نشانوں کو جھٹلایا تحقیق ظالم کامیاب نہیں ہوا کرتے) پر غور کریں اور دوسری طرف آپ کے سلسلہ اور کام میں جو روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ اسکو دیکھیں اور سوچیں کہ آیا یہ نصرت کبھی کسی مفتری علی اللہ کو ملی ہے۔ اور پھر خاصکر اسقدر تحدّی کی پیشگوئیوں کے بعد۔

اگر اس طریق پر آپ عمل کرینگے تو میں اللہ تعالےٰ سے یقین رکھتا ہوں کہ وہ آپ پر حق کھولدیگا۔ اور آپ امام وقت کی مخالفت سے بچ جائینگے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے۔ الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا جو لوگ ہمارے راستہ میں ہمارے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق کوشش کرتے ہیں۔ ہم ان کو ضرور اپنے سچے راستوں کی طرف رہنمائی کر دیتے ہیں۔ لیکن اگر اس طریق سے آپ لوگوں کی تسلی اور تشفی نہ ہو۔ یا آپ اس طریق پر عمل کرنا اپنی کسرِ شان سمجھیں تو پھر ایک اور طریق بھی ہے اور وہ یہ کہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر ایک عام جلسہ کیا جائے۔ جس میں ایک نمائندہ آپ لوگوں کی طرف سے ہو اور ایک احمدیوں کی طرف سے اور مسائل مختلفہ پر تبادلۂ خیالات ہو جاوے اس تبادلۂ خیالات کی غرض مباحثہ اور مناظرہ نہ ہو بلکہ حق کی تلاش اصل مقصد ہو۔ آپ کا نمائندہ بھی اور احمدیوں کا نمائندہ بھی قسم کھائے کہ میں جو کچھ کہونگا سچ سچ کہونگا۔ اور ضد اور ہٹ نہیں کرونگا جو بات مجھے اپنی غلطی معلوم ہوگی اس کا اقرار کر لینے میں مجھے عذر نہ ہو گا۔ اور اس پر میں اصرار نہیں کرونگا۔ اسی طرح سننے والوں کو بھی دونوں ہدایت کریں۔ کہ یہ دین کا معاملہ ہے۔ ہم قیامت کے دن آپ کے جوابدہ نہیں ہو سکتے۔ آپ لوگ اپنی خداداد عقل سے کام لیں اور جو بات آپ کو سچی معلوم ہو اس کے قبول کرنے سے جھجکیں نہیں اور یہ خیال دل سے نکالدیں کہ ہمارا مولوی جیت گیا یا دوسرا مولوی جیت گیا۔ مذہبی اختلاف جوئے بازی نہیں کہ اس میں جیت ہار کا خیال کیا جائے۔ ہر شخص نے مر کر خدا تعالےٰ کے حضور جوابدہ ہونا ہے۔ اگر ایک منٹ کی خوشی کے لئے بندہ اسے ناراض کر دے۔ تو اس سے زیادہ جہالت اور کیا ہو گی۔ اس نیت اور ارادہ کے بعد جو تبادلۂ خیالات ہو گا۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ وہ انشاء اللہ تعالےٰ بہت مفید ثابت ہو گا۔ اور بہتوں کے لئے موجب ہدایت ہو گا۔

میں جانتا ہوں کہ آپ میں سے بہت سے لوگ اپنے دلوں میں یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ مرزا صاحبؑ نعوذ باللہ من ذالک اپنے دعوےٰ میں جھوٹے تھے۔ مگر آپ لوگ اس امر پر بھی غور کریں کہ جب تک زبردست ولائل اور خدا کی تائید ساتھ نہ ہو۔ انسان اپنے فیصلہ میں غلطی کر سکتا ہے۔ ابھی دیکھئے ایک سال کے قریب ہی عرصہ ہوا۔ کہ قریباً تمام علماء نے یہ فتوےٰ دیدیا تھا۔ کہ ہندوستان دارالحرب ہے۔ اور اب یہاں سے ہجرت کر جانا چاہیئے۔ کس شان سے ہجرت کی تیاریاں ہوئیں۔ مگر پھر کیا انجام ہوا۔ شریعت کی بنا پر یہ فیصلہ دیا گیا تھا وہ شریعت اب بھی اسی طرح موجود ہے۔ اور وہ حالات بھی ابتک موجود ہیں مگر

ہجرت کا حکم منسوخ کرنا پڑا۔ یہ جلد بازی کا نتیجہ تھا۔ میں نے اسوقت بھی کہدیا تھا کہ یہ کام اچھا نہیں۔ اور اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اس کا انجام اچھا نہ ہو گا۔ اور دشمنوں کو اسپر ہنسی کا موقع ملیگا۔ چنانچہ اسی طرح ہوا ؛؛

اسی طرح نان کوآپریشن کا فیصلہ تمام ہندوستان کے علماء نے آیات قرآنیہ کی بناء پر کیا۔ اور بعض کے نزدیک تو گویا سارا قرآن کریم ہی اسی غرض سے نازل ہوا تھا۔ مگر باوجود اس کے اب تک سرکار کا کوئی دفتر یا کوئی محکمہ خالی نہیں ہوا۔ بلکہ خود مفتیان اپنی اغراض و مقاصد کے لئے سرکار سے تعلقات قائم کرتے ہیں۔ اور خود اپنے بیان کردہ فتوٰی کے خلاف کر رہے ہیں۔ یہ جوش بھی اب کم ہو رہا ہے۔ اور تھوڑے دنوں میں جھاگ کی طرح بیٹھ جائیگا۔ اور صرف اسقدر اثر اس کا باقی رہ جائیگا کہ دشمنان اسلام اسلام کے خلاف اس فتوٰی کو پیش کرتے رہینگے۔ اس کے متعلق بھی میں نے بڑے زور سے مسلمانوں کو نصیحت کی تھی۔ لیکن گو اسوقت انکو وہ نصیحت بری معلوم ہوئی۔ مگر آج بہت سے لوگوں کے دل اس کی قدر محسوس کر رہے ہیں۔ اور آئندہ اور بھی کرینگے۔

غرض انسان غلطی سے پاک نہیں ہے۔ اور غلطیاں اس سے ہو جاتی ہیں۔ پس اس امر میں بھی آپ کو اسقدر اصرار سے کام نہیں لینا چاہیئے اور سچے دل سے غور کرنا چاہیئے۔ تا ایسا نہ ہو کہ اس نعمت سے جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لئے اُتاری ہے۔ آپ محروم رہ جائیں ؛؛

اگر یہ صورت فیصلہ بھی آپ کو منظور نہ ہو۔ تو پھر ایک اور صورت میں پیش کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ قرآن کریم کے حکم کے مطابق فقل تعالوا ندعُ ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثمّ نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین مباہلہ کر لیا جائے میں یہ تجویز غصہ اور رنج کے ساتھ نہیں۔ بلکہ بنی نوع انسان کی ہمدردی کو مدّنظر رکھ کر پیش کر رہا ہوں۔ اور اُمید ہے۔ کہ آپ لوگ بھی اس کو اسی نظر سے دیکھیں گے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ہم لوگ رحیم نہیں ہو سکتے۔ پس اگر بعض حالات میں آپ کو بھی اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے۔ کہ اختلاف فی مابین کو مباہلہ کے ذریعہ سے مٹانے کی کوشش کریں تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہم لوگ اگر تمام باقی تدابیر کو بے فائدہ پائیں یا بے اثر دیکھیں۔ تو اس تدبیر کے ذریعہ سے حق کے اظہار کی کوشش نہ کریں۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ اس ذریعہ سے ایک فریق ہلاکت کی زد کے نیچے آجائیگا مگر چند آدمیوں کی قربانی سے اگر ہزاروں لاکھوں انسانوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہو۔ تو اس قربانی کو گراں نہیں سمجھنا چاہیئے۔ یہ خیال درست نہیں کہ کیوں خدا تعالےٰ سے نیکی نہ مانگی جائے۔ اور اس کے عذاب کو طلب کیا جائے۔ اگر وہ ہلاک کر سکتا ہے۔ تو ہدایت بھی تو دے سکتا ہے کیونکہ

ہدایت دینے کی طاقت اللہ تعالیٰ میں اب نہیں پیدا ہوئی۔ بلکہ وہ ہمیشہ سے ہادی ہے۔ مگر باوجود اس کے اس نے بعض حالات میں مباہلہ کی اجازت دی ہے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ بعض حالات میں مباہلہ ہی فیصلہ کا آسان ذریعہ ہوتا ہے۔ اگر صرف دعا ہی فیصلہ کا ذریعہ ہوتا۔ تو وہ اپنے رسول کو جو رحمت مجسم تھا۔ کبھی مباہلہ کی اجازت نہ دیتا۔ پس جب اور کسی طرح فیصلہ نہ ہو۔ تو مباہلہ فیصلہ کا بہترین ذریعہ ہے۔ اُمّت محمدیہ ہمیشہ سے اس طریق فیصلہ کو صحیح سمجھتی آئی ہے۔ اور اسپر عمل کرتی چلی آئی ہے۔ چنانچہ خود صحابہ میں سے بعض نے مباہلہ کے ذریعہ سے فیصلہ کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ اور امام ابن قیمؒ کا مباہلہ مشہور ہے۔ اسوقت کے علماء بھی مختلف موقعوں پر مباہلہ کے لئے دوسروں کو چیلنج دیتے رہے ہیں۔ اور چیلنج قبول بھی کرتے رہے ہیں۔ پس یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مباہلہ ناجائز ہے یا مباہلہ طریق فیصلہ نہیں۔ کیونکہ اگر مباہلہ ناجائز ہے۔ تو پھر کیوں ہمیشہ سے مسلمان اسکو جائز سمجھتے آئے ہیں۔ اور کیوں اسوقت کے علماء بھی ایک دوسرے کو مباہلہ کا چیلنج دیتے رہے ہیں۔ اور اگر یہ طریق فیصلہ کا طریق نہیں۔ تو قرآن کریم نے اس طریق کو کیوں پیش کیا ہے ؛؛

بعض لوگ کہدیا کرتے ہیں کہ پہلے مباہلہ کا نتیجہ معیّن ہو جائے۔ پھر مباہلہ ہو سکتا ہے۔ مگر یہ لوگ اسقدر نہیں سمجھتے۔ کہ وہ طریق معین کون کرے۔ مباہلہ کے معنے تو یہ ہوتے ہیں کہ دو فریق دعا کرتے ہیں کہ خدا جھوٹے پر لعنت کرے۔ اور اسپر عذاب نازل کرے۔ پس یہ کس طرح جائز ہے کہ ایک فریق دوسرے سے پوچھے کہ کیا عذاب آئیگا۔ اگر دوسرے فریق پر واجب ہے کہ عذاب کی تعیین کرے تو اسپر بھی تو واجب ہے کہ عذاب کی تعیین کرے کیونکہ مباہلہ کرنے میں دونوں برابر ہیں۔ بعض لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ مباہلہ کا نتیجہ یہ نکلنا چاہیئے۔ کہ جھوٹا سؤر اور بندر بن جائے۔ اور اسی وقت عذاب نازل ہو کر ہلاک ہو جائے۔ پس اگر احمدی اسبات کا اعلان کریں۔ کہ ہم بندر بن جائینگے۔ اور اسی وقت آسمان سے آگ نازل ہو کر ہمیں جلا دیگی۔ تب ہم مباہلہ کرتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ یہ نہیں دیکھتے۔ کہ اگر احمدیوں کے سچا ہونے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ ان کے مدمقابل کے لوگ مباہلہ کے بعد بندر اور سؤر بن جائیں۔ اور اسی وقت آسمان سے بجلی گر کر ان کو جلا دے۔ تو پھر یہ بھی تو ضروری ہے کہ اگر دوسرا فریق سچا ہے۔ اور احمدی جھوٹے ہیں۔ تو مباہلہ کے بعد احمدی بندر اور سؤر بن جائیں۔ اور فوراً آسمان سے بجلی گر کر ان کو ہلاک کر دے۔ قرآن کریم سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مباہلہ کرنیوالوں میں سے جو جھوٹا ہو گا۔ اسپر عذاب آئیگا۔ نہ یہ کہ ایک فریق اگر جھوٹا ہو گا۔ تو اسپر عذاب آئیگا۔ دوسرا فریق خواہ جھوٹا بھی ہو۔ اسپر کوئی عذاب نہیں آئیگا ؛؛

بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ اگر ہمیں نزلہ یا زکام ہوا تو آپ کہدینگے کہ مباہلہ کے نتیجہ میں ایسا ہوا۔ میں ان سے کہتا ہوں۔ کہ نزلہ اور زکام

صرف انہی کو تو نہیں ہوتا۔ ہمیں بھی ہوتا ہے۔ اگر ان کے نزلہ اور زکام کو ہم مباہلہ کا نتیجہ قرار دینگے۔ تو کیا وہ ہمارے نزلہ اور زکام کو نہیں پیش کر سکینگے۔ اور نہیں کہہ سکینگے۔ اگر یہ مباہلہ کا نتیجہ ہے تو یہ نتیجہ تو تمہیں بھی بھگتنا پڑا ہے ؀

غرض مباہلہ کا اثر چونکہ دونوں میں سے جو جھوٹا ہو۔ اسپر پڑتا ہے۔ نہ کہ صرف ایک فریق پر۔ اس لئے دونوں فریق کے حالات مساوی ہیں۔ اور اس سے انکار کرنے کی کوئی وجہ نہیں مباہلہ کے بعد اگر دونوں فریق میں سے کوئی بھی بندر سوٗر نہ بنا۔ یا فوراً آگ نازل ہو کر اس نے کسی فریق کو نہ جلا دیا تو ماننا پڑیگا کہ جو لوگ سمجھتے تھے۔ کہ مباہلہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جھوٹا بندر اور سوٗر بن جاتا ہے۔ اور اسی وقت جلا دیا جاتا ہے۔ اس کی غلطی تھی۔ مباہلہ کا یہ نتیجہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ جس رنگ میں چاہے عذاب نازل کر دیتا ہے۔ خلاصۂ کلام یہ کہ مباہلہ کے متعلق جس قدر شبہات ہیں بے بنیاد ہیں۔ اور چونکہ اس کا اثر جو جھوٹا ہو۔ اُسپر پڑتا ہے۔ نہ صرف ایک پر۔ اِسلئے دونوں فریق کے حقوق اس میں مساوی ہیں۔ اور کسی کو عذر کی گنجائش نہیں۔ پس بہتر یہ ہے۔ کہ اگر دوسرے طریق فیصلہ کے جو میں نے پیش کئے ہیں۔ آپ لوگوں کو منظور نہ ہوں۔ یا ان کا کوئی نتیجہ نہ نکلے۔ تو فساد کے ہٹانے کے لئے اس طریق سے فیصلہ کی کوشش کی جائے۔ تاکہ ان لوگوں کو جو قوت فیصلہ نہیں رکھتے۔ فیصلہ کرنے میں مدد ملے۔ یہ موقع نہایت عمدہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں بھی اور آپ لوگوں کو بھی ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ اور سینکڑوں آدمی دونوں فریق کے ایک جگہ جمع ہیں۔ ہر قسم کا انتظام اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہو سکتا ہے ؀

بالآخر میں دوبارہ پھر آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ آپ لوگ اپنی ہی جانوں کے ذمہ وار نہیں ہیں۔ بلکہ ہزاروں آدمی جو آپ کے اقوال کو خدا اور رسول کا کلام سمجھکر آپ کی بات کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ ان کے اعمال کے بھی آپ ذمہ وار ہیں۔ پس دیانت اور تقوےٰ چاہتا ہے۔ کہ آپ بہت سوچ سمجھ کر قدم اُٹھائیں۔ اور ہار جیت کے خیال کو دل سے بالکل نکال دیں۔ میں آپ سے سچ سچ کہتا ہوں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنت میں قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا صاحبؑ کے دعوے کو یقین کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں۔ اور قرآن کریم کے بتائے ہوئے معیاروں کے مطابق اسے درست پاتا ہوں۔ اور میں نے اس کی صداقت کے نشان اپنے اندر بھی پائے ہیں۔ اور اپنے ارد گرد بھی مشاہدہ کئے ہیں۔ میں نے آپ پر ایمان لا کر اللہ تعالےٰ کی زبردست قدرتوں کا مشاہدہ کیا ہے۔ اور میں آپ پر علیٰ وجہ البصیرت ایمان لایا ہوں۔ نہ صرف دلائل عقلیہ سے بلکہ مشاہدات یقینیہ کی بناء پر۔ اور میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں۔ کہ کیا آپ لوگ بھی اپنے نفسوں میں اللہ تعالےٰ کے نشانات کو اسی طرح دیکھتے ہیں۔ اور اس کی نصرت کو اسی طرح پاتے ہیں۔ اگر یہ بات نہیں۔ اور آپ لوگ اپنے اور خدا تعالےٰ کے درمیان ایک دیوار حائل دیکھتے ہیں۔ اور اس کی تائید اور نصرت کو اپنی ذات کے لئے مشاہدہ نہیں کرتے۔ تو پھر سمجھ لیں۔ کہ آپ کا انجام خطرہ میں ہے۔ آپ خود بھی ایسی زمین پر چل رہے ہیں۔ جس کا حال آپ کو معلوم نہیں۔ اور ان لوگوں کو بھی اپنے ساتھ لے جا رہے ہیں جو آپ پر اعتبار کر کے اندھا دھند آپ کے پیچھے چلے جا رہے ہیں ؀

آخر میں مَیں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ آپ لوگوں کو ہدایت دے۔ اور وقت کے امام کی شناخت کی توفیق عنایت فرمائے۔ اور آپ کے دلوں میں خشیت پیدا کرے اور دین کو کھیل اور تماشہ بنانے سے آپ کو بچائے۔ اور اپنے بندوں پر رحم کر کے اسلام کے لئے ان کے دل کھولدے

اللّٰھُمَّ آمین

خاکسار

مرزا محمود احمدؐ (خلیفۃ المسیح الثانی)

۲۵ مارچ ۱۹۲۳ء

ضیاء الاسلام پریس قادیان

بقیہ مضمون صفحہ ۲۔

اسی روز دوپہر کے بعد جب اجلاس شروع ہوا اور میں پہنچا تو دیکھا ایک لونڈا کچھ ژاژ خائی کر رہا تھا اس بدتمیز لونڈے کو شیخ محمد اقبال لاہور کے لہجے میں شعر پڑھنے کا شوق تھا اور جا و بیجا شعر پڑھتا نچاتا تھا۔ اس نے ایک نہایت گندہ اور بے حیائی سے لبریز شعر محمدی بیگم کے بارے میں پڑھا۔ اور کسی نے اسے نہ روکا۔ حالانکہ خود بعض غیر احمدی حامیان جلسہ کی وہ بہت قریبی رشتہ دار ہے۔ مگر یہ لوگ ہماری مخالفت میں سب کچھ سننا گوارا کر لیتے ہیں۔ اسی لڑکے نے اخیر میں ایک ڈنڈا اٹھا کر اسے کندھے پر رکھا اور احمدیوں سے کہا باز آؤ ورنہ سے

چار کتاباں عرشوں آئیاں پنجواں آیا ڈنڈا
ڈنڈے باجھوں مجھدا ناہیں بے دینی دا گنڈا

اس کی یہ حرکت جو حکام و پولیس کے سامنے تھی بہت ہی قابل نوٹس اور احمدیوں کے لئے اشتعال انگیز تھی۔ مگر ہماری طرف سے قطعاً خاموشی رہی۔ اس کے بعد دربھنگی مولوی اٹھا پہلے تو دعوۃ مباہلہ کی نسبت کچھ اپنی بے دینی کا ثبوت دیا اور کہا کہ مباہلہ کی کیا ضرورت ہے۔ جبکہ مرزا صاحب جھوٹے ہیں اور جھوٹے پر لعنتیں پڑ رہی ہیں (اس کا جواب دعوۃ العلماء نمبر ۳ میں دیا گیا ہے) اور پھر کہا کہ مرزا صاحب کو تو مال جمع کرنا مقصود تھا چنانچہ وہ خود براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲۰۵ میں لکھتے ہیں کہ مجھے ایک ضرورت جماعت کی ہے۔ دوم مال کی تا دینی ضرورتوں میں خرچ ہو۔ اس شخص کے شرم و حیا پر مجھے بڑا ہی تعجب آتا تھا۔ کہ صاف لکھا ہوا تھا۔ مال اس لئے چاہیئے تا دینی ضرورتوں پر خرچ ہو۔ اور پھر کہتا تھا کہ دیکھو خود مان لیا کہ مجھے مال چاہیئے۔ حالانکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی مال نہیں مانگا۔ (صحابہ میں کبھی چندہ نہیں ہوتے ؟) اسی سلسلہ میں کہا کہ مرزا صاحب نے اپنی بیعت کے لئے یہ شرط رکھی ہوئی ہے۔ کہ جو دسواں حصہ اپنی تمام جائداد کا دے اسکی بیعت قبول۔ اس دھوکے کو ظاہر کرنے کیلئے ایک صاحب نے جب کہا۔ مولوی صاحب حوالہ دیجئے۔ تو آپ پہلے تو کہنے لگے اجی ہزاروں حوالے ہمارے ناخنوں میں رکھے ہیں۔ مگر جب دوبارہ مطالبہ ہوا تو کہہ دیا میں نے تو اس (اپنے پاس بیٹھنے والے) سے سنکر کہہ دیا۔ اسپر کہا گیا کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع۔ آخر اسے ماننا پڑا کہ جو اس نے کہا یہ صحیح نہیں کاش ہمارے غیر احمدی دوست اسی ایک واقعہ کو دیکھیں کہ ان کے علماء حسن کے حوالے انہوں نے

اپنا دین و ایمان کر رکھا ہے۔ تقویٰ کے مقام سے کس قدر نیچے گرے ہوئے ہیں۔ کہ اپنی چٹی داڑھی کی بھی شرم نہیں اور جھوٹ بولنے سے قطعاً پرہیز نہیں کرتے۔ اگر کہو کہ انہیں معلوم نہ تھا تو پھر جو شخص اتنا ناواقف ہو اسے کونسی ایسی مجبوری ہے کہ وہ اس ماموربانی کے دعوے کی تردید پر کھڑا ہو جس کے ماننے نہ ماننے پر ایمان کا دارومدار ہو۔ دربھنگی مولوی نے جوش میں یہ بھی کہہ دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ آئینگے۔ تو ہمارا کیا بگڑتا ہے۔ ہم مسلمان تو وہ ہیں کہ اگر ایک ہزار کیا اگر بیس ہزار مسیح بھی آجائیں تو نہیں مانینگے۔ (شاباش) پھر اس بڑے مقرر نے حضرت صاحب کا ایک اشتہار پڑھا جو توسیع مکان کے متعلق تھا۔ اور کہا کہ ایسا مذہب بالکل جھوٹا جسمیں چندہ پر چندہ مانگا جائے۔ اور اس کے دو منٹ بعد ہی کہنے لگا کہ بھائیو اس انجمن اسلامیہ کیلئے چندہ دو یہ سنتے ہی غیر احمدی [illegible] کی بات ہے کہ جو شخص چندہ طلبی کو دلیل کذب پر ہونے کی بنا رہا تھا۔ وہ خود چندہ مانگنے لگا۔ لوگوں کو منتشر ہوتے دیکھکر کہا گیا۔ کہ مولوی ثناء اللہ آتے ہیں۔ بیٹھ جاؤ۔ کچھ چلے گئے اور کچھ بیٹھ گئے ایک بے علم سا شخص کھڑا ہوا جس نے تقریر شروع کی اور حدیث پڑھی ینزل اخی عیسیٰ من السماء۔ حوالہ طلب کیا گیا۔ تو مشکوٰۃ کا نام لیا مگر صدر مولوی نور احمد صاحب نے کہا مشکوٰۃ میں نہیں مگر اس شخص نے کہا مشکوٰۃ میں موجود ہے۔ اور کہا مرزا صاحب کے بطلان کی یہی دلیل کافی ہے کہ جو عیسیٰ آنے والا ہے۔ اسے اخی کہا گیا ہے اور امتی اخی نہیں ہو سکتا۔ وہ تو بیٹا ہے اس بے علم کو یہ پتہ نہیں کہ حضرت علی کو انت اخی فی الدنیا و الاخرۃ رسول کریم نے فرمایا اور پھر اپنی نسبت ارشاد نبوی ہے۔ اکرموا اخاکم اور قرآن مجید میں آتا ہے اخوھم صالحاً اور الی مدین اخاھم شعیبا۔ اتنے میں مولوی ثناء اللہ آ گیا۔ اور حضرت مسیح موعود کی عمر کے متعلق وہی اعتراض کئے جو پچھلے سال کرکے جواب بھی لے چکا تھا۔ پھر مباہلہ کا ذکر کیا اور مباہلہ کے معنے گئے بذریعہ دعا خدا سے فیصلہ چاہنا کہ یا اللہ سچے کو عزت دے اور جھوٹے کو ذلت اور کہا کہ مباہلہ ہوا تو ہمارے ۳۳ آدمی ضرور غلبہ پائینگے۔ اس قسم کی متفرق اور پھیکی باتوں میں وقت ٹال دیا۔ ۲۷ مارچ کی صبح کو ہماری طرف سے غیر احمدیوں پر چند سوالات ایک اشتہار شائع ہوا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے دعوۃ العلماء نمبر ۳ بھی سے پہلے پہنچا دیا گیا۔ اجلاس غیر احمدیان میں ایک ہندوستانی مولوی نے تقریر کی نام غالباً محمد غنی تھا۔ یہ شخص

بھی سلسلہ سے بہت ہی ناواقف تھا۔ اور تمام دیوبندیوں میں یہ نقص پایا جاتا ہے کہ یہ لوگ بالکل سلسلہ احمدیہ کے دلائل اور حضرت مسیح موعود کے دعاوی سے ناواقف ہیں۔ اور باوجود اس کے تردید کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اس لئے قدم قدم پر ٹھوکر کھاتے ہیں پہلے تو حضرت مسیح موعود کے دعوی کے متعلق کچھ اوٹ پٹانگ باتیں کیں کبھی کہا کہ ان کو نبوت کا دعویٰ نہ تھا۔ اور کبھی کہا وہ تو صاحب شریعت نبی بنتے ہیں۔ اربعین کا حوالہ دیا حالانکہ اسی اربعین میں صاحب شریعت نبی آنے کی تردید درج ہے۔ اور امرونہی والے الہامات کو بیان شریعت لکھا ہے۔ نہ کہ شریعت۔ پھر خاتم النبیین پر بحث کی۔ اور دعویٰ کیا کہ قرآن مجید سے خاتم النبیین کے معنے ثابت کروں گا۔ مگر اپنے بیان میں ایک آیت بھی پیش نہ کی۔ البتہ یہ کہا جب جمع پر ال آئے تو اس سے مراد عموم ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہی دربھنگی مولوی مرتضیٰ حسن کھڑا ہوا۔ اور کہا مرزا صاحب نے خود مان لیا کہ میں ہر بد سے بدتر ہوں۔ پس جب وہ بقول خود چوروں ڈاکوؤں قمار بازوں جعلسازوں سے بدتر ہے تو ہمیں کیا ضرورت ہے انہیں کچھ کہیں۔ یہ حرکت ان مولوی صاحب کی بہت مفسدانہ اور اشتعال انگیز تھی۔ مگر احمدی خاموش رہے بلکہ اس پر دربھنگی مولوی نے یہ شعر پڑھا۔ سے

کیوں نہیں بولتے سچ کے [illegible] نے کھلا دیا سینہ در

میں نے کہا کہ مرزا صاحب خود اقرار کرتے ہیں میں ہر بد سے بدتر ہوں لیکن احمدی چپ ہیں۔ ان کے حلق بند ہو گئے۔ مجھ سے حوالہ نہیں پوچھ اسپر ہماری طرف سے مطالبہ ہوا۔ کہ جو فقرہ آپ نے جلہ خبریہ کی صورت میں سنایا اور بار بار دہرایا ہے دکھاؤ کہاں لکھا ہے۔ تب دربھنگی مولوی کو ہوش آیا۔ اور لگا باتیں بنانے۔ حالانکہ پہلے کہتا تھا۔ کہ زبان کٹوا دوں۔ اگر حوالہ نہ دوں اس بات کا جو کہوں اسی بناء پر ہماری طرف سے مطالبہ جاری رکھا گیا۔ اسوقت سٹیج پر بیٹھنے والے علماء نے کچھ اس قسم کے الفاظ بولے اور ایسی ایسی حرکات کیں۔ کہ ڈپٹی مجسٹریٹ صاحب کو ۲۴ جوان فوج کے مسلح منگوانے پڑتے ہم نے ڈپٹی صاحب کو بات سمجھا دی کہ اگرچہ ہمارا حق تھا۔ کہ اسوقت ہی بول پڑتے۔ جب ہمیں اشتعال دلا دلا کے کہا جا رہا تھا۔ کہ مرزا صاحب بد سے بدتر۔ مرزا صاحب چور۔ مرزا صاحب جعلساز لیکن جب ہم سے کہا گیا کہ تم کیوں چپ ہو تو اب حوالہ مانگنا ہمارے لئے ضروری ہو گیا۔ ڈپٹی صاحب نے اس مطالبہ میں ہمیں حق بجانب تسلیم کیا۔ اور فریق ثانی سے کہا کہ وہ اپنا شعر

واپس لے لے۔ بڑی لیت و لعل کے بعد اگرچہ ڈر گئے گو لشکی مولوی نے
وہ شعر واپس لیا۔ مولوی ثناء اللہ نے اس موقعہ پر جو باتیں کیں
ان سے کم از کم ان لوگوں کی نیتوں اور ارادوں کی حقیقت ظاہر
ہوتی تھی۔ چنانچہ کہا کہ ننکانہ والا واقعہ ہو جائیگا۔ اور یہ ہوگا وہ ہوگا
ہمیں اس کا جواب دینے کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ ہمارے وہم و
گمان میں بھی نہ تھا۔ کہ ہم کسی قسم کا فساد کریں یا امن میں خلل ڈالیں
بہرحال یہ معاملہ رفع دفع ہوا۔ اور ڈر بھشتی مولوی کی تقریر کو اگر مولوی
ثناء اللہ نے تقریر شروع کی۔ پہلے تو دعوۃ علماء نمبر سوم کی نسبت
کچھ باتیں کیں اور کہا کہ ۲۲ آدمی ایسے ہونگے۔ جو اپنے اپنے علاقے میں
پیشوا اور ہزاروں آدمی ان کی بیعت میں ہونگے۔ (ناظرین یہ بات
نوٹ کر رکھیں) اور مباحثہ کی نسبت کہا مرزا محمود خود مجھ سے بحث
[illegible]
حدیث پنجاب اور پنجاب میں اہل حدیث پنجاب کے احمدیوں سے
ہزاروں گنا زیادہ ہیں [illegible] یہ بھی کہہ دینا تھا کہ احمدی صرف
پنجاب ہی میں ہیں) پھر غیر احمدیوں سے سوالات والے اشتہار کا
جواب دینا شروع کیا۔ اور کہا کہ المہدی [illegible] انہیں حدیث ہی نہیں اور
پھر الحکم سے حوالہ پڑھ کر سنایا کہ حضرت مسیح موعود خود مانتے ہیں
ویسے کسوف خسوف پہلے بھی ہو چکے ہیں۔ لیکن جب ایک
[illegible] ثناء اللہ نے پڑھنے سے انکار
حالانکہ یہی حوالہ پڑھتے وقت [illegible] اللہ نے کہا تھا کہ میں آگے حوالہ نہیں
پڑھا کرتا [illegible] کہا جائے کہ آگے پیچھے سے چھوڑ کر عبارت پیش
کردی جبکہ سارا پڑھتا ہوں۔ اور اب بھی سارا پڑھونگا۔ مگر غیظ میں آگیا
پڑھنے سے قلعی کھلتی تھی۔ اسمیں بتایا گیا تھا کہ کسی مدعی مہدویت و
نبوت کے دعوے کے بعد یہ نشان آجتک اس صورت میں ظاہر نہیں ہوا
اسی طرح چند سوالات کا کچھ جواب دینا چاہا۔ مگر سننے والے جانتے ہیں کہ جواب
نہایت بیہودہ تھے۔ اگر کچھ علم ہے تو اب ان جوابات کو شائع کرکے دیکھ لے۔
ایک موقعہ پر ہنسی اڑائی کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں مجھے حیض آتا ہے۔ کہا گیا
کہ یہاں سے یہ عبارت پڑھ رہے ہو وہاں حیض سے جو مراد لکھی ہے وہ بھی پڑھ
دو۔ مگر نہ پڑھی۔ لطف یہ ہے کہ پہلے ثناء اللہ خود الکرامات حیض الرجال سنا
چکا تھا۔ اموات غیر احیاء کے متعلق کہا اموات کے معنے مردہ نہیں
بلکہ محل موت اور کہا کہ میں مولوی فاضل ہوں۔ لیکن جب مغرب کی طرف
دیکھا تو اسوقت اتفاق سے سات نوجوان احمدی مولوی فاضل کھڑے
تھے۔ ایک صاحب نے کہا کیا کسی مولوی فاضل کو اجازت ہے کہ وہ
ثابت کردے اموات کے معنے مردہ بھی ہیں۔ کہا۔ نہیں۔ الآیات بعد

المأتین کے متعلق کہا۔ کہ ہم نے آجتک نہیں سنا کہ یہ حدیث ہے
اور کسی حدیث کی کتاب میں درج ہے۔ مولوی جلال الدین صاحب
مولوی فاضل نے کہا۔ ابن ماجہ فلاں جلد فلاں صفحہ پر موجود ہے۔
تب بات ٹالی اور کہا میں نے تو یہ کہا تھا کہ [illegible] کی طرف
سے اسکا حوالہ نہیں ہوا۔ سردار اہل حدیث ہونے کا دعوٰی
اور حدیث سے اسقدر بے خبر ہو کہ ابن ماجہ جو صحاح ستہ میں ہے
اس کی حدیث کا پتہ نہیں۔ یہ بہت بڑی ذلت تھی۔ جو ثناء اللہ کو
اٹھانی پڑی۔ تقریر ختم ہونے پر میر قاسم علی صاحب نے باواز بلند کہا
مولوی ثناء اللہ صاحب میرے پرانے دوست ہیں۔ میں پانچسو روپیہ
انعام دیتا ہوں۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کسی ایک پیشگوئی کے
متعلق میرے مقرر کردہ الفاظ میں اس بات پر قسم کھا جائیں کہ یہ پیشگوئی مرزا صاحب کی
[illegible]
حالت دیکھنے کے قابل تھی۔ [illegible]
اچانک پسینہ چھوٹ گیا۔ اور کھڑا نہ رہ سکا۔ بیٹھ گیا۔ اور پنکھا
کرنے لگا۔ پانچسو روپیہ ڈپٹی صاحب کے حوالے کر دیا گیا۔ اور ثناء اللہ
نے کہا صرف یہ کہونگا۔ کہ خدا کی قسم ہے پیشگوئی جھوٹی ہے۔ حالانکہ
یہ شرط اچھی طرح کھول کر سنا دی گئی تھی۔ کہ ان الفاظ میں قسم کھانی
ہوگی جو انعام دینے والا کہے۔ اور یہی وہ بات ہے جس کو سنکر ثناء اللہ
کو بخار آگیا [illegible] اسمیں عذاب کا ذکر ہے۔ اور [illegible] جھوٹے
انسان کا ذکر ہے وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم
کے لئے موت ہے۔ [illegible] عذاب قسم کھائے [illegible] ڈپٹی صاحب نے کہا
یہ کارروائی جلسہ میں شامل نہیں ہو سکتی اور وقت مقرر کر لو۔ اس لئے
یہ معاملہ آگے نہ چلا۔ اس پر ان کے جلسہ کا خاتمہ ہوا۔

ثناء اللہ نے مباہلہ و مباحثہ کے متعلق جو کچھ کہا تھا اسکا جواب دعوۃ علماء
نمبر چہارم میں اسیوقت ہیڈ پریس میں چھپا اور علماء کو بھیج دیا گیا۔ اور مولوی ثناء اللہ
کو بھی جسکی رسید آگئی۔ اس جلسہ پر باوجود مختلف قسم کی اشتعال انگیزیوں کے
ہماری جماعت کے آدمی چپ رہے۔ صرف اسوقت جب ہمیں چیلنج کیا گیا کہ کوئی
احمدی ہو جو جواب دے۔ یہ کوئی بہت بڑی دھوکہ انگیزی تھی۔ [illegible] تہذیب
کیساتھ جواب دیا گیا یا اپنی صفائی چاہی گئی۔ اور اسکا نتیجہ یہاں یہ ہوا کہ
غیر احمدی مولوی پچھلے سال کی طرح زیادہ افترا پردازیاں نہ کر سکے۔ وہاں انکی
ناکامی کی یہ کیفیت ہوئی کہ جلسہ میں اپنا کچھ رنگ نہ جما سکے۔ حتی کہ مولوی
ثناء اللہ بھی کوئی نیا حملہ نہ کر سکا۔ اور نہ ہی کوئی آدمی پیش ہوا کہ میں بیعت
توڑتا ہوں۔ البتہ ایک دفعہ اعلان کیا کہ فلاں آدمی توبہ کرتا ہے۔ لیکن جس
کی مردگی کا اعلان کیا گیا اسی سے ظاہر تھا۔ کہ توبہ کرنیوالے کی کیا حقیقت تھی
بغیر کسی آدمی کو پیش کئے کہا گیا حالانکہ گذشتہ سال پہلے تو کئی بار کہا جاتا تھا کہ

ابھی توبہ کرنیوالے پیش ہونگے۔ اور سطرح لوگوں کو اشتیاق دلایا جاتا تھا اور بطور کسی مجہول
لوگوں [illegible] تعریف کیجاتی۔ نعرے لگائے جاتے۔ مگر اب کے کچھ بھی نہیں ہوا۔ ایک
آدمی جس نے دو تین ہی دن ہوئے نہ معلوم کس غرض سے بیعت کی تھی۔ اس کی طرف سے اعلان
کیا گیا۔ اسکی حقیقت ہی کیا اور وہ کسی گنتی میں۔ پچھلے سال تو چالیس آدمی سنائے گئے تھے لیکن جب
چار سو روپیہ انعام مقرر ہوا اس شرط پر کہ ان کے نام و مقام اور پہلے احمدی ہونے کے ثبوت
علاوہ دیئے جائیں تو خاموش رہ گئے۔ اس سال بتائیں کتنے احمدی غیر احمدی ہوئے۔ البتہ ہم خدا کے
فضل سے کہہ سکتے ہیں کہ صرف اس تہوار کے جلسہ کی وجہ سے جو لوگ آئے ان میں سے ۲۱
مردوں اور ایک عورت نے [illegible] دن میں بیعت کی جن کے نام شائع کئے جاتے ہیں تحقیق کر لو

۱۔ عبدالغنی صاحب صدیق چک ضلع سیالکوٹ۔ ۲۔ فتح محمد صاحب بٹھیالی
ضلع گورداسپور۔ ۳۔ اللہ داد صاحب بٹھیالی ضلع گورداسپور ۴۔ نور محمد صاحب
بٹھیالی ضلع گورداسپور۔ ۵۔ محمد سعید صاحب کاہنوان ضلع گورداسپور ۶۔
فضل دین صاحب کولیاں ضلع گورداسپور ۷۔ شیر محمد صاحب دھرم کوٹ بگا ضلع
گورداسپور ۸۔ نواب صاحب اٹھوال ضلع گورداسپور ۹۔ نواب صاحب اٹھوال
ضلع گورداسپور ۱۰۔ غلام فرید صاحب [illegible] ضلع گورداسپور ۱۱۔ کریم بخش صاحب شکار ضلع
گورداسپور ۱۲۔ اللہ رکھا صاحب [illegible] ۱۳۔ [illegible] صاحب شکار
ضلع گورداسپور ۱۴۔ فتح محمد صاحب شکار ضلع گورداسپور ۱۵ غلام رسول صاحب شکار ضلع
گورداسپور ۱۶۔ عنایت صاحب خان فتح ضلع گورداسپور ۱۷ فضل حق صاحب [illegible]
سرگودہ ۱۸ الٰہی بخش صاحب کھوکھر ضلع گورداسپور ۱۹ حاکم علی صاحب شاہپور ضلع
گورداسپور ۲۰ عبدالعزیز صاحب ننگل ضلع گورداسپور ۲۱ فضل رحمٰن صاحب
قادیان ضلع گورداسپور ۲۲ طالع بی بی زوجہ فضل حق صاحب دیوان۔

جلسہ غیر احمدیان پر جو اعتراض ہوتے تھے ہماری طرف سے ان کے جواب رات کو مسجد اقصیٰ میں
دئے جاتے تھے۔ اور غیر احمدیوں کو عام اجازت تھی کہ وہ آئیں اور اپنے شبہات آزادی سے پیش کریں
جواب لیں۔ ایک رات تو غیر احمدیوں کے مولویوں کو باوجود ان کی سخت بدتہذیبی کے کرسیاں دی گئیں
اور اجازت دی گئی کہ دل کھولکر اعتراضات کریں۔ دن کو بڑ کے درخت کے نیچے اپنی زمین میں ایک
شامیانہ نصب تھا۔ اور وہاں دن بھر طالبان حق کی تسلی کیجاتی رہی۔ مقامات مقدسہ کی
حفاظت کا خوب انتظام تھا۔ اور اس کے لئے تمام مقامی جماعت اور کچھ بیرونی مہمان مختلف
گروہوں میں تقسیم تھے۔ ہر شخص کسی نہ کسی ڈیوٹی پر تھا۔ ان احباب نے اپنے فرض کو نہایت مستعدی
سے ادا کیا۔ مقبرہ بہشتی کے انچارج خان صاحب ذوالفقار علی خان صاحب تھے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔
جماعت سے جو خلافت [illegible] کی [illegible] آئی تھیں۔ انہوں نے فتنہ کرنا چاہا اور فساد
کی طرح ڈالی مگر ہماری طرف سے کافی انتظام کر دیا گیا۔ اور وہ اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہو سکے۔
پہلے تو یہ لوگ [illegible] کیا کرتے تھے۔ اب جہاں حق پوشی کرنی ہو یا کوئی جرم چھپانا ہو تو کہتے ہیں
کہ "نعرہ تکبیر" اور اس پر شور مچا کر [illegible] کرتے ہیں۔ جو نہیں کرنا چاہئے۔ خدا ان کو ہدایت دے۔

۲۸ مارچ۔ جب غیر احمدیوں کا جلسہ ختم ہوا تو مدرسہ احمدیہ کے صحن میں ہماری جماعت کے احباب
جمع ہوئے۔ سب سے پہلے تو مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے پھر جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب فاضل (مصری)
نے ۵ بجے شام تک تقریر کی اور غیر احمدی مولویوں کے ایک ایک اعتراض کا کھول کھول کر جواب دیا
(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی تشریف فرما رہے) اور پھر رات کو بھی مسجد اقصیٰ میں ۱۲ بجے رات تک
شیخ صاحب نے تقریر کی۔ غرض ہر طرح خدا کا فضل ہمارے شامل حال رہا۔ اور دشمن اپنے مقصد میں
ناکام رہا اور ناکام گیا۔ ہم نے اپنی طرز عمل سے جتا دیا کہ ہمارا مقصد صرف اللہ ہی ہے۔ اور ہمارے
جلسے ہماری خوشیاں ہماری غمیاں سب اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے ہیں۔ اور اسکے مقابل پر کسی چیز کی

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)